فکر و نظر---- اسلام آباد جلد:۳۹ شمارہ:۴

انتقادی مقالہ

ڈاکٹر نجدت طوسون ☆

--	:	احوال و سخنان خواجہ عبیداللہ احرار (۸۰۶ تا ۸۹۵ھ)
--	:	خواجہ احرار کے حالات اور ملفوظات پر ایک جامع مآخذ
مشتمل بر	:	ملفوظات احرار بہ تحریر میر عبدالاول نیشابوری، ملفوظاتِ احرار (مجموعۂ دیگر) رُقعاتِ احرار، خوارق عادات احرار تألیف مولانا شیخ
بہ تصحیح و با مقدمہ و تعلیقات	:	عارف نوشاہی
ناشر	:	مرکز نشر دانشگاہی، تہران، ۲۰۰۲ء، ۸۴۶ صفحات

ISBN: 964-01-1039-6

حال ہی میں ایک نہایت اہم اور ضخیم کتاب "احوال و سخنانِ خواجہ عبیداللہ احرار" کے نام سے جسے پاکستانی محقق ڈاکٹر عارف نوشاہی نے مرتب، مدوّن اور تصحیح کیا ہے، ایران کے ایک موقر اشاعتی ادارے ایران یونیورسٹی پریس کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ یہ وسطی ایشیاء میں تصوف کی تاریخ کے بارے میں بالعموم اور سلسلۂ نقشبندیہ کے شیخ خواجہ عبیداللہ احرار (متوفی ۸۹۵ھ) کے بارے میں بالخصوص اب تک تصنیف اور طبع ہونے والی سب سے اہم اور تحقیقی کتاب ہے۔ اس کتاب کا ایک حصہ سب سے پہلے ۱۹۹۳ء میں مرتب نے تہران یونیورسٹی کے دانشکدۂ ادبیات و علوم انسانی میں ڈاکٹریٹ کے مقالے کے طور پر پیش کیا تھا۔ بعد میں اس پر اضافات کر کے اور چند ضمیمے لگا کر موجودہ مبسوط شکل میں شائع کیا ہے۔

مرتب نے اپنے مقدمے کو تین حصوں میں پھیلایا ہے، پہلا حصہ خواجہ احرار کے سوانح حیات پر بنیادی مآخذ کے تعارف اور ان کے سوانح نگاروں کے حالات پر مبنی ہے۔ دوسرے حصے میں خواجہ احرار کے حالات اور تصانیف، اولاد اور خلفا پر جامع معلومات پیش کی

☆ Necdet Tosun، لیکچرر الٰہیات فیکلٹی، مرمرا یونیورسٹی، استنبول

گئی ہیں۔ تیسرے حصے میں خواجہ احرار کے ملفوظات کے ایک مجموعے کے جامع میر عبدالاوّل نیشاپوری (متوفی ۹۰۵ھ) کے حالات اور ملفوظات کے اس مجموعے کے مخطوطات کے کوائف درج ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ملفوظات کا فارسی متن بہ تصحیح و تحقیق شامل کیا ہے۔ مرتب نے یہ متن معتبر قلمی نسخوں کی بنیاد پر تیار کیا اور اس پر جامع تعلیقات بھی لکھی ہیں۔ تعلیقات کے بعد مرتب نے اپنے فارسی، عربی، ترکی، اُردو، انگریزی اور روسی مآخذ کی فہرست دی ہے۔ یہاں تک کا مواد مرتب کے ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے۔ اس کے بعد اس مقالے کی اشاعت کے وقت تین مزید متون ضمیے کے طور پر شامل کیے گئے جو خواجہ احرار ہی سے متعلق ہیں۔ وہ متون حسب ذیل ہیں:

۱۔ ملفوظات احرار مرتبہ محمد امین کرکی

۲۔ رُقعات احرار، خواجہ احرار کے ۴۲ رُقعے معاصر حکمرانوں، مریدوں اور دوستوں کے نام

۳۔ خوارق عادات احرار تصنیف مولانا شیخ (خواجہ احرار کے مرید)

ڈاکٹر نوشاہی نے ان تین ضمائم کے مقدمے الگ الگ لکھے ہیں جن میں مصنفین کے حالات اور کتابوں کی اہمیت پر تبصرہ شامل ہے۔

آخر میں ایک نہایت ہی جامع اشاریہ جو علیحدہ علیحدہ تیس مختلف موضوعات پر محیط ہے دیا ہے۔ یہ کسی متن کے موضوعات کے تجزیے کی عمدہ مثال ہے۔

مقدمے کے دوسرے حصے ''الاحوال و آثار احرار'' میں خواجہ احرار کی حیات، شخصیت، اصل و نسب اور تصانیف پر جو مواد پیش کیا گیا ہے وہ مرتب کی دقیق کاوش کا مظہر ہے اور اس کے حوالے سے خواجہ احرار کے بارے میں کئی ابہامات رفع ہو گئے ہیں اور ان سے متعلق اہم موضوعات سامنے آئے ہیں۔ خواجہ احرار سے متعلق جو چار فارسی متون پیش کیے گئے ہیں وہ چاروں کے چار بنیادی اہمیت اور حیثیت کے حامل ہیں۔ مرتب نے معتبر مخطوطات کی بنیاد پر تصحیح، تقابل اور تحقیق کا کام انجام دیا ہے، اعراب لگائے ہیں اور ملفوظات کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے پیراگرافوں کو نمبر دیئے ہیں۔ تعلیقات کے حصے میں تمام ضروری توضیحات دی ہیں۔ ضمائم میں ملفوظات احرار مرتبہ محمد امین کرکی خواجہ احرار سے متعلق ایک ایسا مأخذ ہے جو تاحال نہ معلوم تھا اور پہلی بار اہل علم کی خدمت میں

پیش کیا گیا ہے۔

کتاب کے مرتب ڈاکٹر نوشاہی نے کتاب کی تیاری کے لیے ترکی کے سفر کیے اور وہاں کے کتب خانوں کے خزائن مخطوطات سے استفادہ کیا۔ کچھ مخطوطات کے عکس بذریعہ خط و کتابت ہندوستان اور از بکستان کے کتب خانوں سے حاصل کیے۔ اس کاوش کے نتیجے ہی میں مجموعہ ہذا کی اشاعت ایسی دل پذیر صورت میں ممکن ہوسکی۔ مرتب کا مخطوطات کے مطالعہ اور مقابلہ میں تخصص اس مجموعے سے ظاہر و باہر ہے۔ انہوں نے نہ صرف اس کتاب کے ذریعے تصوف کے بارے میں، بالخصوص طریقۂ نقشبندیہ کے بارے میں علمی تحقیقات مہیا کی ہیں بلکہ تصوف کے دو سلسلوں احراریہ و نوشاہیہ کی جو دوستی اور مودت صدیوں پہلے شروع ہوئی تھی، اس روایت کو بے حد خوبصورت طریقے سے آگے بڑھایا ہے۔ مرتب نے نواب زکریا خان صوبہ دار لاہور (۱۱۵۰-۱۱۵۸ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ [برصغیر پاک و ہند میں] خواجہ احرار کے احفاد بانی سلسلۂ نوشاہیہ حضرت حاجی محمد نوشہ گنج بخش (متوفی ۱۰۶۴ھ) کے روحانی تصرف میں ہیں (صفحہ ۷۶)۔ ہم اس قیمتی کتاب کی تالیف و تدوین اور اسے اہل علم کی خدمت میں پیش کرنے پر فاضل مرتّب کو ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔

مجھے اس کتاب سے اس کی اشاعت سے قبل بھی ۱۹۹۷ء میں سفر اسلام آباد میں کچھ استفادہ کرنے کا موقع ملا تھا اور اب اس کی اشاعت کے بعد اسے بالاستیعاب پڑھا ہے۔ میں یہاں کچھ تجاویز، تصحیحات اور اضافات اس خیال کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ ان سے کتاب کی موجودہ تحقیقی حیثیت قطعاً متأثر نہیں ہوگی بلکہ آئندہ اشاعت میں اگر ان سے استفادہ کیا جائے تو بہتری کی صورت نکلے گی۔

۱۔ مقدمے میں اگر خواجہ احرار کے حالاتِ زندگی تاریخی/زمانی ترتیب سے پیش کیے جاتے یا جداگانہ طور پر خواجہ احرار کی حیات کے اہم سنین کا جدول تیار کیا جاتا تو بہتر تھا۔

۲۔ السمط المجید تألیف صفی الدین احمد قشاشی (متوفی ۱۰۷۱ھ) اور تبیان وسائل الحقایق تصنیف کمال الدین حریری زادہ (متوفی ۱۲۹۹ھ) میں خواجہ احرار کے خلفاء کی فہرست میں ایک نام محمد قاضن گجراتی (متوفی ۹۲۰ھ) کا ملتا ہے جو بنیادی طور پر سلسلۂ شطاریہ کے فرد

تھے۔ حریری زادہ نے ان کا شجرۂ طریقت اس طرح لکھا ہے: محمد غوث-- شیخ ظہور حاجی حضور-- ہدیۃ اللہ [کذا: ہدایت اللہ] سرمست-- محمد قاضن-- عبیداللہ احرار-- یعقوب چرخی(۱)۔ ممکن ہے مذکورہ بالا دونوں مصنفین کو محمد قاضن کے سلسلے میں خواجہ احرار کے ایک دوسرے خلیفہ محمد قاضی سمرقندی سے اشتباہ ہوا ہو، پھر بھی میرے خیال میں ڈاکٹر نوشاہی کو اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالنا چاہیے تھی۔

۳۔ صفحہ ٦٠ پر بابر بادشاہ کے چند اشعلد اُس کی خواجہ احرار سے عقیدت کے ثبوت کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ ''در ہوای نفس گمرہ عمر ضایع کردہ ایم'' سے لے کر ''خواجگی را ماندہ ایم و خواجگی را بندہ ایم'' تک۔ صحیح بات یہ ہے کہ بابر نے یہ اشعار خواجگی احمد کاسانی (متوفی ۹۴۹ھ) کی خدمت میں بھیجے تھے اور خیال ہے کہ لفظ ''خواجگی'' یہاں احمد کاسانی کی طرف اشارہ ہے جن کا یہ لقب بھی تھا، خواجہ احرار مراد نہیں ہیں۔

۴۔ صفحہ ۷۹ پر خواجہ احرار کی تصنیف فقرات کے ترکی ترجمے بہ قلم مصطفیٰ حسین صادقی کا ذکر ہوا ہے۔ یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ صادقی سے پہلے ایک اور ترجمہ مولانا خضر بیگ (م ۹۲۴ھ) کر چکے تھے جس کا قلمی نسخہ کُتب خانہ سلیمانیہ، ذخیرہ بغدادلی وہبی، نمبر ۲۰۴۷، ورق ۱۵۸۔ ۲۲۲ الف میں محفوظ ہے۔

۵۔ صفحہ ۸۲ پر کہا گیا ہے کہ احمد کاسانی نے خواجہ احرار کے رسالہ والدیہ کی شرح بابریہ کے نام سے کی۔ بابریہ دراصل بابر بادشاہ کے بعض اشعار کی شرح ہے والدیہ کی نہیں۔

٦۔ ص ۸۲-۸۳ پر ''والدیہ'' کے کچھ ترکی تراجم کا ذکر ہوا ہے۔ ان کے علاوہ بھی کچھ تراجم ہیں جیسے خضر بیگ (م ۹۲۴)، محمد امین توقادی (م ۱۱۵۸ھ)، محمد رفعت (م۱۲٦۹ھ) اور خار پوتلو بیگ زادہ علی (م۱۳۲۲ھ) کے تراجم۔

۷۔ صفحہ ۹۰ پر کہا گیا ہے کہ خواجہ احرار توحید کے متعلق کوئی رسالہ لکھنا چاہتے تھے جس کی تصنیف کی اطلاع انہوں نے رسالۂ فقرات کے مقدمے میں دی ہے۔ میرے خیال میں توحید پر وہ رسالہ خود فقرات ہی ہے کوئی علیحدہ رسالہ نہیں۔

۸۔ صفحہ ۳۹۴ پر کہا گیا ہے کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی احمد یسوی کے خلیفہ تھے۔ خواجہ غجدوانی یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے۔

۹۔ صفحہ ۴۰۸ پر علاء الدین عطار کو اور صفحہ ۴۱۵ پر ان کے بیٹے حسن عطار کو خواجہ بہاء الدین نقشبند کا داماد بتایا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے باپ اور بیٹا ایک ہی شخص کے داماد ہوں۔ نوشاہی صاحب نے یہ دونوں باتیں رشحات عین الحیات کے حوالے سے لکھی ہیں۔ دراصل یہ خود رشحات کے مصنف کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں اپنی تحقیقات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ صرف حسن عطار خواجہ بہاء الدین نقشبند کے داماد تھے۔(۲)

کتاب میں کہیں کہیں کتابت / طباعت کی غلطیاں بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً: ص ۵ پر ایک تُرکی نام غلط کمپوز ہوا ہے، صحیح تلفظ اس طرح ہے: احمد اردوگن سَوِیم Ahmet Erdogan Savim

-- ص ۴۳ پر ایک روسی کتاب اور اس کے مصنف کے نام کے املاء میں بھی سہو ہوا ہے

-- ص ۴۸ پر اسماعیل قہری کی جگہ اسماعیل قمری ہونا چاہیے۔

-- ص ۵۴ پر ایک گاؤں کا نام سفناق طبع ہوا ہے۔ صحیح املا سغناق (Signaq) ہے۔

-- ص ۷۹ پر حاجی محمد افندی کی بجائے حاجی محمود افندی درست ہے۔

-- ص ۸۳ پر Mecmuast میں t کی جگہ i ہونا چاہیے۔ Mecmuasi

-- ص ۸۴ پر حورائیہ کی جگہ حوارئیہ چھپ گیا ہے۔

حواشی

۱۔ سمط المجید، کتب خانہ سلیمانیہ، ذخیرہ شاہد علی پاشا، استنبول، نمبر ۱۱۹۷، ورق ۳۳ ب۔ تبیان وسائل الحقایق، کتب خانہ سلیمانیہ، ذخیرہ ابراہیم افندی، نمبر ۴۳۰، جلد۱، ورق ۴۰ب، قاضی قاضتن کے لیے نیز دیکھیے: نزھۃ الخواطر، ج۳، ص ۲۳۶

۲۔ دیکھیے: خوارق عادات خواجہ احرار، طبع نوشاہی، ص ۶۷۰، سفینۃ الاولیاء، ص ۸۰، مطلوب الطالبین از محمد طالب، نسخہ بیرونی اوری اینٹل انسٹی ٹیوٹ، تاشکند، نمبر۸۰، ورق ۲۴ الف، سلسلۂ نقشبندیہ از محمد طاہر خوارزمیا نسخہ بیرونی اوری اینٹل انسٹی ٹیوٹ، تاشکند، نمبر۶۹، ورق ۱۲۶ الف، رشحات، طبع تہران، ج۱، ص ۱۵۸، رشحات، مخطوط سلیمانیہ لائبریری، ذخیرہ Leleli، نمبر۱۳۷۵، ورق ۴۹ الف کے حاشیے پر کاتب نے رشحات کے مصنف کی غلطی کی طرف توجہ دلائی ہے اور حسن عطار ہی کو خواجہ نقشبند کا داماد بتایا ہے۔